مسئلہ شہادت کی بحث کو مزید طول نہ دیا جائے!

مدیر اعلیٰ "محدث" کے نام مولانا عبد المجید صاحب کا مکتوبِ گرامی

مکرمی،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نصابِ شہادت کے خلاف چند مغرب زدہ عورتوں کے مظاہرہ کے بعد سے لے کر اب تک مسئلہ شہادت سے متعلق مولانا محمد صدیق صاحب اور مولانا اکرام اللہ ساجد صاحب کی بحث جماعتی جرائد و اخبارات میں پڑھنے میں آ رہی ہے۔ جہاں تک دلائل کا تعلق ہے، فریقین کی طرف سے کافی کچھ لکھا جا چکا ہے اور اس حد تک یہ بحث مفید بھی تھی، لیکن ہفت روزہ اہلحدیث میں مولانا صدیق صاحب کا تازہ مضمون پڑھ کر سخت کوفت ہوئی کہ بالآخر انہوں نے اس تحقیقی مسئلہ کو ذاتیات پر اتر کر کفر و اسلام کا مسئلہ بنا دیا ہے جبکہ بحث دلائل سے ہٹ کر کج بحثی کی صورت اختیار کر گئی ہے اور جہاں تک نفسِ مسئلہ کا تعلق ہے، مولانا ساجد صاحب بحیثیت شہادت میں بار بار یہ لکھ رہے ہیں کہ دونوں عورتیں مل کر گواہی دیں گی۔ اسی طرح مولانا محمد صدیق صاحب نصابِ شہادت کو مسلّمہ مسئلہ قرار دے رہے ہیں۔ جس سے ایک قاری بظاہر موقف ایک ہونے کے باوجود سوچ میں پڑ جاتا ہے کہ فریقین کا آپس میں اختلاف کیا ہے؟

بعض عورتوں کی ہنگامہ آرائی کے بعد بطور صفائی مولانا محمد صدیق صاحب کے پہلے آرٹیکل کے مطالعہ سے میں سمجھتا ہوں کہ مولانا محمد صدیق صاحب اندازِ شہادت میں صرف ایک عورت کے شاہدہ بنانے پر زور اس لیے دے رہے ہیں کہ اس صورت میں مرد کی طرح گواہ صرف ایک عورت ہی ہے۔ یعنی اگر ایک عورت گواہی نہ بھول لے تو اس کی شہادت کافی ہوگی کیونکہ یاد دلانے والی کی ضرورت تو اس وقت پڑتی ہے جب پہلی بھول جائے۔ اور اگر پہلی بھول بھی جائے تو ان کے نزدیک دوسری یاد دلا کر

صرف پہلی کا کام پورا کرتی ہے، اس کی اپنی کوئی شہادت نہیں ہے۔ اگر صورتِ حال یہی ہے تو اندازِ شہادت کو موضوعِ بحث بنا کر وہ نصاب کو مسلّمہ مسئلہ بتانے کے باوجود نصابِ شہادت پر اثر انداز ہو رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مولانا ساجد صاحب احادیثِ رسولؐ پیش کر کے انہیں نصابِ شہادت کی غلط تاویل سے روک رہے ہیں لیکن مولانا محمد صدیق صاحب بار بار "دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے" پر تبصرہ کر کے یہ زور دے رہے ہیں کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ دونوں عورتیں الگ الگ گواہی دیں گی۔ حالانکہ اوّلاً تو مولانا ساجد صاحب نے الگ الگ کی یہ بات کہیں لکھی نہیں یا کم از کم میری نظر سے نہیں گزری اور اگر مولانا محمد صدیق صاحب کی یہ بات تسلیم بھی کر لی جائے تو مولانا ساجد صاحب کے جن الفاظ سے یہ مفہوم انہوں نے اخذ کیا ہے اُن کے اپنے نہیں، بلکہ یہ ایک صحیح حدیث کا ترجمہ ہے۔ چنانچہ اگر اس ترجمے سے یہی لازم آتا ہے جو وہ بیان کر رہے ہیں تو پھر اس کی زد حدیث پر پڑتی ہے۔ جو بہر حال قابلِ افسوس ہے! علاوہ ازیں مولانا محمد صدیق صاحب حدیث کے اس واضح مفہوم کی تاویل کرنے کے لیے قرآن کریم کو حدیث کا ماخذ بلکہ بیان قرار دے رہے ہیں حالانکہ قرآن مجید حدیث کا ماخذ تو ہے اور مذکورہ احادیث اسی آیتِ شہادت کا بیان ہیں۔ تاہم یہاں تبیین کی ذمہ داری حدیث سے لے کر قرآن مجید پر ڈالی جا رہی ہے جو درست نہیں ہے۔ علماء کا مشہور قول ہے کہ "اَلسُّنَّةُ قَاضِيَةٌ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ وَلَيْسَ الْكِتَابُ قَاضِيًا عَلَى السُّنَّةِ" یعنی "قرآن مجید میں اختلافات کا فیصلہ سنتِ رسولؐ سے ہوتا ہے، نہ کہ سنت کے اختلافات کا فیصلہ قرآنِ مجید کرتا ہے۔"

مندرجہ بالا نکات میرے ناقص فہم میں آتے ہیں۔ میری درخواست ہے کہ اس بحث کو مزید طول نہ دیا جائے، بالخصوص جبکہ بحث ذاتی حملوں تک پہنچ چکی ہے جو علمی شان کے منافی ہے۔ بہتر ہو گا کہ آپ اس مسئلہ پر اپنا محاکمہ شائع کر کے بحث کو ختم کر دیں۔

والسلام

عبدالمجید بھٹی خطیب جامع مسجد اہل حدیث نواں کوٹ
ڈاکخانہ مدان چک ضلع گوجرانوالہ

مورخہ ۹/۷/۸۲